ہمارا زمانہ خوش رہنے، مسکراتے رہنے اور خوشی سے اچھلنے کا زمانہ ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ28/جون1974ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذاور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۂ آلِ عمران کی یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی:-

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّهِ كَمَن بَاء بِسَخْطٍ مِّنَ اللّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

(آل عمران:163)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

ہمارا زمانہ خوش رہنے، مسکراتے رہنے اور خوشی سے اُچھلنے کا زمانہ ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی ہے کہ اس زمانہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا دُنیا کے ہر ملک میں گاڑا جائے گا اور دُنیا میں بسنے والے ہر انسان کے دل کی دھڑکنوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور پیار دھڑکنے لگے گا۔ اس لئے مسکراؤ!۔

مجھے یہ خیال اس لئے آیا کہ بعض چہروں پر میں نے مسکراہٹ نہیں دیکھی۔ ہمارے تو ہنسنے کے دِن ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح اور غلبہ کی جسے بشارت ملی ہو وہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو دیکھ کر دل گرفتہ نہیں ہوا کرتا اور جو دروازے ہمارے لئے کھولے گئے ہیں وہ آسمانوں کے دروازے ہیں۔

ابھی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ دُنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی اتباع کرتے ہیں۔ یعنی ان راہوں پر چلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُس کے پیار کی طرف لے جانے والی ہیں۔ کچھ لوگ وہ ہیں جن کے اعمال کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور غصے کی صورت میں نکلتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی ہے کہ آسمانوں کے وہ دروازے جو منکرین اسلام پر بند کئے گئے۔ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتّباع اور آپ کی کامل پیروی اور آپ سے کامل محبت اور آپ کے ساتھ فدائیت اور جان نثاری کا کامل تعلق رکھنے کے نتیجہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو گی اور اُس کی رحمت تم پر نازل ہو گی اور یہ وعدہ دوحصوں میں منقسم ہوتا ہے۔ ایک وہ وعدہ ہے جو اس جماعت کے ساتھ ہے جو اُس کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک پیارے جرنیل کی جماعت ہے۔ جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام بھیجااور سلامتی کے لئے دُعائیں فرمائیں۔ اُس کی جماعت کو یہ وعدہ ہے کہ مصائب آئیں گے اور جب وہ جماعت بشاشت کے ساتھ ان مصائب میں سے گذرے گی تو اللہ تعالیٰ اپنی مدد اور نصرت آسمانوں سے اُن کے لئے نازل فرمائے گا۔

آجکل جس قسم کے حالات ہیں اُس سے کہیں زیادہ سخت حالات ہماری جماعت پر گذر چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کی ابتدا میں دس دس گاؤں کے حلقہ میں ایک ایک احمدی ہو گیا اور ان کا بھی اُس وقت (یہ محاورہ بڑا عام تھا) "حقہ پانی" بند کر دیا گیا۔ حُقّہ تو غالباً بہتوں نے خود ہی چھوڑ دیا ہو گا لیکن بہرحال پانی بند کرنے کی کوشش کی گئی۔ دس گاؤں کے حلقہ میں ایک احمدی گھرانے نے وہ ساری تکالیف برداشت کیں لیکن اُس صداقت کو جسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُنہوں نے حاصل کیا تھا چھوڑنے کے لئے وہ تیار نہیں ہوئے۔ اُن کے لئے آج کے گاؤں میں رہنے والے احمدی کے مقابلے میں زیادہ خوف تھا۔ اب تو ایک ایک گاؤں میں (بچے اور عورتیں ملا کر) پانچ پانچ سو، سات سات سو، آٹھ آٹھ سو کی جماعت بن گئی۔ اُس وقت دس دس گاؤں میں صرف ایک ہی خاندان تھا۔ میاں بیوی ہوں گے اور دو چار چھوٹے بچے ہوں گے۔

اِس وقت جو ہماری چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہیں اُن کو تکلیف بھی اُٹھانی پڑی۔ بعض کی جائیدادیں بھی جلائی گئیں۔ بعض کو جان کی قربانی بھی دینی پڑی اور ان کی تعداد بھی (اگر دو گھرانے ہیں تو) دس پندرہ نفوس پر مشتمل ہو گئی لیکن اب سینکڑوں جماعتیں ایسی ہیں جہاں سینکڑوں کی تعداد میں احمدی بستے ہیں۔ بعض گاؤں میں ہزار سے بھی اُوپر احمدی ہیں۔ شہروں میں سے بعض جگہ ایک ایک شہر میں بیس بیس، پچیس پچیس ہزار احمدی بستے ہیں۔ تو اگر عقل اور فراست کی نگاہ سے دیکھا جائے تو آج بھی ہم یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ سختیوں کا زمانہ گذر چُکا اور سہولت کا زمانہ آگیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ کچھ بچے ہیں اور کچھ احمدیت میں نئے نئے داخل ہوئے ہیں اور ان کی تربیت اتنی نہیں ہوئی جتنی اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ یہ تو صحیح ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ

مثلاً آج سے دس دن قبل جو احمدیت میں داخل ہوا اُس نے یہ اعلان کیا کہ میں تو صداقت کو پہچاننے کے بعد اُس سے دُور رہنا ایک دن کے لئے بھی برداشت نہیں کرتا۔ نئے آنے والوں میں سے ایسے بھی ہیں جو پُرانوں کو غیرت دلا رہے ہیں اور یہ ایک نہیں متعدد مثالیں ایسی ہیں۔ کل ایک ہی دن میں مجھے تین طرف سے یہ اطلاع ملی۔ اس وقت میں جب بظاہر ہر طرف سے شور مچایا گیا ہے اور دھمکیاں دی جا رہی ہیں اس کے مقابلہ میں ایسے نوجوان نکل رہے ہیں۔ ایک کو کسی نے کہا کہ تم نے تو ابھی پوری طرح سمجھا نہیں اور مطالعہ کرو۔ اُس نے کہا میں مہدی علیہ السلام کی جماعت سے ایک دن بھی باہر رہنا نہیں چاہتا اور وہ جماعت میں داخل ہو گیا۔

بعض نے زبان سے کمزوری دکھائی ہے۔ خدا کرے کہ وہ دل سے کمزوری دکھانے والے نہ ہوں۔ ایسے بھی دُنیا میں ہوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قیصر کے خلاف جنگِ یرموک بڑی سخت جنگ تھی۔ اُس وقت اسلام کی جنگیں تلوار کے ساتھ لڑی جا رہی تھیں۔ اس وقت اسلام کی جنگیں دلائل اور فراست اور آسمانی نشانوں کے ساتھ اور خداتعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینے کے ساتھ اور ایثار پیشہ وجودوں کے ساتھ لڑی جا رہی ہیں جو ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں اور راتوں کو خدا کے حضور جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا! ہم نے تیرے حضور کچھ بھی پیش نہیں کیا۔ اس لئے کہ جو پیش کیا وہ گھر سے تو نہیں لائے تھے۔ تیری ہی عطا تھی۔ پھر ہم نے خُدا کو کیا دیا؟ سوچیں تو سہی۔ یا تو آپ نے خدا کے علاوہ کسی اور سے لیا ہو تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ اے خدا! ہم نے لات اور عُزّیٰ (جو بت تھے اُن) سے کچھ حاصل کیا اور تیرے قدموں میں لا ڈالا۔ لیکن اگر اللہ ہی اللہ ہے اور اُس کے سوا اور کوئی چیز نہیں تو پھر تم نے خُدا کے سوا کسی اور ہستی سے کچھ نہیں پایا اور جو کچھ پایا اُسی سے پایا وہ اُسی کے حضور پیش کرتے ہوئے ایک عقلمند صاحبِ فراست مومن کی تو جان نکلتی ہے یہ کہتے ہوئے کہ اے خدا ہم نے تیرے حضور کچھ پیش کیا۔ کیا پیش کیا؟ جو اُس کا تھا، جو اپنے خزانوں میں اِس رنگ میں بھی رکھ سکتا تھا کہ تمہیں وہ دیتا ہی نہ! لیکن ہمارا رب کتنا پیارا ہے جو اُسی کی دی ہوئی عطا اور اُسی کے دیئے ہوئے اموال اور اُسی کی دی ہوئی طاقت اور اُسی کی دی ہوئی فراست سے جب تم کچھ اُس کے سامنے پیش کرتے ہو تو وہ بڑے پیار سے کہتا ہے کہ دیکھو میرے بندے مجھ سے کتنا پیار کرنے والے ہیں کہ اس طرح اپنا سب کچھ میرے حضور پیش کر دیتے ہیں۔ یہ تو اُس کا فضل

ہے۔ اس میں ہمارے لئے فخر کی تو کوئی بات نہیں۔ یہ تو اُس کی رحمت ہے ہم نے اس کو کیا دیا؟ اور اُس نے ہم سے کیا لینا ہے؟

پس میں بتا رہا تھا کہ جماعت کو اللہ تعالیٰ نے یہ کہا کہ غلبۂ اسلام کے لئے میں نے تمہیں چُنا اور تمہارے ذریعہ سے نوعِ انسانی کے دل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر میں جیتوں گا اور اس غرض کے لئے تمہیں اپنا آلۂ کار بناؤں گا۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ (تمثیلی زبان میں) اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہم بندوں کی نگاہ میں جو حقیر ذرّہ ہے پکڑا ہوا ہو اور خدا کہے کہ میں ساری دُنیا میں اس ذرّۂ حقیر کے ذریعہ تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہوں تو وہ ایسا کر دے گا کیونکہ تبدیلی پیدا کرنے والا اصل میں وہ ذرّہ نہیں بلکہ تبدیلی پیدا کرنے والی اللہ تعالیٰ کی وہ طاقتیں ہیں کہ مادی دُنیا اُن طاقتوں کے اثر کو قبول کرنے سے انکار نہیں کر سکتی۔ اَلحُکمُ لِلّٰہِ۔ اِس دُنیا پر، اِس عالمین میں اللہ تعالیٰ کا حکم چلتا ہے۔ اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ، اَلْمُلْكُ لِلّٰہِ۔ بادشاہت اُسی کی ہے اور طاقت اور غلبہ اُسی کا ہے۔ قرآن کریم نے بہت سی صفات کے ساتھ اس طرح بھی اِس حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ گو الفاظ آگے پیچھے ہیں اور قرآن کریم کے الفاظ ہی زیادہ مؤثر ہیں لیکن انسان مختلف انداز میں اپنی عقل استعمال کرتا ہے۔ بہر حال ہم نے کہہ دیا اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ اور خدا تعالیٰ نے کہا اِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعاً (یونس:66) الفاظ کا فرق ہے۔ ویسے یہ الفاظ قرآن کریم کا مفہوم بتا رہے ہیں۔ اِس جہان کا اور اس عالمین کا بادشاہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر خدا بادشاہ اور اس دُنیا کے بادشاہوں کا بادشاہ ہے تو دُنیا کی طاقتیں اور بادشاہتیں اگر اللہ تعالیٰ کی بادشاہت سے ٹکرانے کی کوشش کریں گی تو اس کا نتیجہ چُھپا ہوا نہیں ہے۔ ہمارا ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ جو طاقتور سے ٹکراتا ہے وہ اپنا نقصان کرتا ہے۔ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے دُنیا داروں نے اور دُنیا کی حکومتوں نے اُن فیصلوں کے کرنے کی کوشش کی جن فیصلوں کے کرنے کا جواز کوئی نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کا اختیار نہیں دیا تھا۔ وہ ایسا کرتے رہے لیکن انسان کی تاریخ میں ایک مثال بتا دو کہ جب دُنیا کی طاقتوں نے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر کوئی کام کرنا چاہا تو دُنیا کی طاقتیں تو کامیاب ہو گئیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طاقت نے کمزوری دکھائی اور ناکام ہو گئی۔ کبھی ایسا نہیں ہوا، نہ ہو سکتا ہے۔ نہ عقلاً ایسا ممکن ہے اور نہ عملاً ایسا ہوا۔ نہ عرفان رکھنے والے جو خدا تعالیٰ کے عشق میں مست ہیں وہ ایک لحظہ کے لئے بھی یہ گمان کر سکتے ہیں کہ ایسا ہونے کا کوئی موہوم سا بھی امکان ہے۔ جو خُدا تعالیٰ کی معرفت نہیں رکھتے وہ کچھ اور سوچتے ہوں گے ہمیں اس کا علم

نہیں لیکن ہمیں یہ پتہ ہے کہ خداتعالیٰ سچے وعدوں والا ہے اور اس نے جماعتِ احمدیہ کو یہ بشارت دی اور جماعت احمدیہ سے یہ سلوک کیا کہ دُنیا کی کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکتی۔ دُکھ دے سکتی ہے۔ پریشانیاں پیدا کر سکتی ہے۔ ابتلا لا سکتی ہے۔ لیکن نہ مٹا سکتی ہے نہ ناکام کر سکتی ہے۔ ایک وہ بشارتیں ہیں جو افرادِ جماعت احمدیہ کو دی گئی ہیں دوسری وہ بشارت ہے جو جماعت کو دی گئی۔ جس سے بڑی بشارت کسی فرد کو نہیں دی گئی۔ خداتعالیٰ نے کہا کہ اگر تم میری آواز پر لبیک کہتے ہوئے میرے دین اور میری شریعت اسلامیہ کے احکام کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والے ہو گے تو اُن جنتوں کا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جن کا تصور اور خیال بھی تمہارے دماغوں میں نہیں آسکتا۔ ایک فرد کے لئے اتنا عظیم انعام ہے لیکن فرد کے لئے حقیقی اور ایسا انعام جو ہر احمدی مخلص اور قربانیاں دینے والے کے لئے ہے وہ یہ ہے کہ اگر میرے احکام پر تم کاربند رہو گے اور میری محبت میں تم زندگی گزارو گے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ کو اپناؤ گے تو جنتوں کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے اور پھر یہ بھی ایک بڑے ہی پیار کا اعلان تھا کہ بہتوں کو اُس نے کہا کہ میں جنت کے آٹھوں دروازے کھول دوں گا اور تم کو کہوں گا کہ جس دروازے سے چاہو اندر داخل ہو جاؤ۔ اس سے زیادہ پیار اللہ تعالیٰ کا اور کیا ہو سکتا ہے؟ تمہیں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ تم میں سے ہر شخص کی زندگی کی مَیں حفاظت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ نہیں کہا کہ مَیں تم میں سے ہر شخص کے اموال کی حفاظت کروں گا۔ خداتعالیٰ نے تمہیں ہرگز انفرادی طور پر یہ بشارت نہیں دی کہ تم میں سے ہر ایک کی عزت کی حفاظت کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوں گے اور کسی ایک احمدی کو بھی عزت کی قربانی نہیں دینی پڑے گی یا مال کی قربانی نہیں دینی پڑے گی یا جان کی قربانی نہیں دینی پڑے گی لیکن چونکہ جماعت، افراد کے مجموعہ کا نام ہے اس لئے یہ کہا کہ وہ لوگ جن کو انفرادی طور پر جان کی یا مال کی یا عزتوں کی قربانی دینی پڑے گی۔ (عزتوں کی قربانی کا حلقہ زیادہ وسیع ہے۔ اس کے بعد اموال کی قربانی کا حلقہ ذرا تنگ ہے اور جان کی قربانی کا حلقہ اِس سے بھی زیادہ تنگ ہے لیکن بہرحال) وہ تو دینی پڑے گی لیکن اگر تم بحیثیت جماعت نبی اکرم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چنیدہ اور پیارے گروہ کی حیثیت سے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ گے تو تم میں سے اکثر کی جانیں بھی بچائی جائیں گی اور اموال بھی بچائے جائیں گے اور عزتیں بھی بچائی جائیں گی اور اِس دُنیا میں بھی دُنیا دار جو خدا کو پہچانتا نہیں خداتعالیٰ کے اُس پیار کے نظارے دیکھے گا جو تم پر نازل ہو گا لیکن قربانیاں تمہیں بہرحال دینی پڑیں گی اور ہمیں اس آیت میں بھی(جو میں نے ابتدا میں تلاوت کی تھی) اس بات سے ڈرایا گیا

ہے کہ دیکھو! اپنے اوپر دو لعنتیں نہ اکٹھی کر لینا۔ ایسا نہ ہو کہ ایک ہی وقت میں دُنیا بھی تم پر لعنت کر رہی ہو اور خداتعالیٰ آسمان سے بھی تم پر لعنت بھیج رہا ہو۔ ایسا نہ کرنا! بلکہ خداتعالیٰ کی رضا کی راہوں پر جس حَد تک تمہارے لئے ممکن ہو چلتے رہنا اور اُن لوگوں کی طرح نہ بن جانا جن کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا غضب آسمانوں سے نازل ہوا۔ جو آیت میں نے تلاوت کی اس میں یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر خداتعالیٰ کی رضا نازل ہوتی ہے یا وہ کون لوگ ہیں جو خداتعالیٰ کا غضب لے کر لوٹتے ہیں؟ لیکن ہمیں یہ بتا دیا کہ انسان ایسے زمانوں میں کہ جب خداتعالیٰ کا کوئی مامور (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں) شریعتِ حقہ اسلامیہ کو قائم کرنے کے لئے دُنیا میں آئے گا تو ایک جماعت انسانوں کی وہ ہو گی جو خداتعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلنے والی ہو گی اور ایک جماعت وہ ہو گی جن کے اعمال کے نتیجہ میں ان کو رضا نہیں ملے گی بلکہ خداتعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہو گا۔ بڑے خوف اور ڈر کا مقام ہے۔ اسی لئے میں آپ کو بار بار کہتا ہوں کہ عاجزانہ دُعاؤں کے ساتھ خداتعالیٰ کی دہلیز پر سجدہ ریز رہو اور اُس سے کہو کہ اے خدا! ہم انسان ہیں اور کمزور ہیں تو ہمارے گناہوں کو بخش اور ہم سے اُس پیار کا سلوک کر جس پیار کا تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اور آپ کی دی ہوئی بشارتوں کے نتیجہ میں مہدیٔ معہود علیہ السلام کے ذریعہ ہمیں وعدہ دیا اور بشارت دی۔

اِس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک لمبا سا اقتباس، جو میں نے انتخاب کیا ہے پیش کروں گا۔ اِس میں تو اتنی باتیں آگئی ہیں کہ اگر میں ان سب کو کھول کر بیان کرنے لگوں اور تشریح کرنے لگوں تو یہ وقت اس کے لئے مناسب نہیں اور گرمی جو میری بیماری ہے وہ بھی مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ میں جب یہاں کھڑا ہوتا ہوں تو تکلیف محسوس کرتا ہوں لیکن جب میں بول رہا ہوتا ہوں تو بالکل تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ جب میں آپ کے چہروں پر بشاشت اور مسکراہٹیں دیکھتا ہوں تو میرا دل خوشی سے بھر جاتا ہے اور جب میں آپ کے چہروں پر اُداسی دیکھتا ہوں تو مجھے فکر لاحق ہوتی ہے اور میں آپ کے لئے دُعائیں کرتا ہوں۔

یہ زمانہ تو وہ ہے جس میں کہا گیا تھا کہ خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ اسلام کے غلبہ کی بشارت آسمانوں سے آگئی۔ اب ہم اپنی ذاتی تکلیفوں کے نتیجہ میں ان مسکراہٹوں کو اپنے چہروں سے کیسے غائب کر سکتے ہیں؟ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھی ہم مسکرائیں گے۔ اُس یقین کی وجہ سے کہ خداتعالیٰ نے اسلام کے غلبہ کی ہمیں

بشارت دی ہے اور ہماری زندگی کی کوئی حقیقت نہیں۔ بعض بچوں کو یا بعض غیر تربیت یافتہ احمدیوں یا جن کے اندر ذرا کمزوری میں محسوس کرتا ہوں ان کو سمجھانے کے لئے میں کہا کرتا ہوں کہ دُنیا میں سب سے زیادہ خطرناک چارپائی ہے۔ آپ نے کبھی نہیں سوچا ہو گا کہ یہ کتنی خطرناک چیز ہے۔ دُنیا کی کسی بھیانک ترین جنگ میں اتنے انسان نہیں مرے جتنے ایک سال میں چارپائی پر دم توڑ دیتے ہیں۔ انسان کی موت اکثر چارپائی پر واقع ہوتی ہے نا! پس اگر مرنے سے خوف کھانا ہے تو پھر سب سے زیادہ خطرناک اور ہمارے دل میں خوف پیدا کرنے والی چارپائی ہونی چاہیئے۔ جو سب سے زیادہ جانیں لے جاتی ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ چارپائی ہمارے لئے خوف نہیں پیدا کرتی۔ وہ ہماری جان نہیں لیتی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں زندہ رکھتا ہوں اور میں ہی مارتا ہوں۔ جب زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے اور موت کا ایک وقت خدا کے علم میں مقدر ہے مثلاً زید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ فلاں تاریخ کو اُس نے اِس دُنیا سے کُوچ کر جانا ہے اُس کے لئے کوچ کی دو راہیں تھیں۔ یا وہ چارپائی پر مر جاتا یا دین کے رستہ میں اُس کی جان چلی جاتی۔ وہ صحابہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بدر کے میدان میں شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ان کی موت اس دن مقدر تھی۔ منافقوں کو خدا نے یہی کہا کہ تم موت سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہو۔ اگر اُس دن صحابہ بدر کے میدان میں جانے سے ہچکچاتے اور وہاں نہ پہنچتے تو اپنے مکان کے سامنے گلی میں اُن کو ٹھوکر لگتی اور سر کسی سخت جگہ پر لگتا اور وہ مر جاتے کیونکہ اُن کی موت اُس وقت مقدر تھی۔ کتنی پیاری ہو گئی، کتنی حسین ہو گئی، کتنی بشارتوں کی حامل ہو گئی وہ موت جو چارپائی پر یا گلی میں گر کر نہیں آئی بلکہ بدر کے میدان میں آئی۔ موت تو اُس دن آنی ہی تھی۔

اس لئے زندگی اور موت یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ہمیں ڈرانے والی ہو یا ایک احمدی کے دل میں خوف پیدا کرنے والی ہو۔ آگ ہمارے خلاف آج ہی تو نہیں بھڑکائی جا رہی۔ ۱۹۴۷ء میں بھی ہمارے خلاف آگ بھڑکائی گئی تھی اور اُس کے شعلے آج کے مقابلہ میں زیادہ بھڑک رہے تھے۔ مجھے یاد ہے ہمارے سروں پر سے سکھوں اور ہندوؤں کی گولیاں ”شوں“ کر کے نکل رہی ہوتی تھیں اور میں اپنے ساتھیوں کے چہروں پر بشاشت پیدا کرنے کے لئے ان کو لطائف سناتا تھا اور ہم قہقہے لگایا کرتے تھے۔ میں اپنی ساری عمر میں اتنا نہیں ہنسا جتنا اُن دو مہینوں میں ہنسا ہوں۔ اِس واسطے جب مخالف یہ کہتا ہے یا نادان منکر یہ کہتا ہے کہ ہم تمہارے چہروں سے مسکراہٹیں چھیننے کے لئے

ایسا کر رہے ہیں تو ایک متقی مومن جو اللہ تعالیٰ کی طاقتوں کو پہچانتا ہے اور اُس کی معرفت رکھتا ہے اُسے کہتا ہے کہ جو مرضی کرو تم میرے چہرے کی مسکراہٹیں نہیں چھین سکتے۔ کیونکہ ان مسکراہٹوں کا منبع اسلام کو غالب کرنے کا فیصلہ کرنے والے کا وہ پیار ہے جو ظاہراً بھی اور باطناً بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں ملتا ہے۔ اس لذت اور سرور میں زندگی گزارنے والے کے چہرے کی مسکراہٹیں کون چھین سکتا ہے؟ دُنیا کی کوئی طاقت نہیں چھین سکتی۔

یہ جو قہوہ میں پی رہا ہوں یہ پھیکا سبز قہوہ ہے اور آجکل چونکہ ہمارے ملک میں فساد کی وجہ سے ادویہ کا ملنا ذرا مشکل ہو گیا ہے۔ اس قہوہ سے بہت سی پیٹ کی تکلیفوں سے انسان بچ جاتا ہے۔ میں نے پہلے بھی جماعت کو کہا تھا کہ جن سے ہو سکتا ہے وہ پانی اُبال کر پیئیں اور اس میں دو چار پتیاں سبز چائے کی ڈال دیں تو سبز قہوہ بن جائے گا۔ اور بالکل ہلکا سا موتیا رنگ پانی میں آجائے گا۔ اور جو اُبلے ہوئے پانی میں بکباپَن ہوتا ہے وہ بھی نہیں رہے گا بلکہ خوشبو اور ذائقہ چائے کا آجائے گا یہ میں استعمال کرتا ہوں۔ یہ وہی قہوہ ہے آپ بھی پیا کریں۔

مجھے خداتعالیٰ نے جس قدر کڑواہٹوں کو برداشت کرنے کی طاقت دی ہے کم ہی لوگوں کو ملی ہو گی۔ ان حالات میں ہر دُکھ جو کسی فرد یا خاندان کو پہنچا اُس کا زخم میں اپنے سینے میں بھی محسوس کرتا ہوں۔ پس کئی ہزار پریشانیاں نیزے کی انّی کی طرح میرے سینے میں پیوست ہیں اور میرے جسم کو بھی عادت ہے۔

مجھے گرمی میں خون کی شکر کے نظام میں خرابی کی وجہ سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ اِس کیلئے میں کبھی کبھی نیم کے پتوں کا جوشاندہ استعمال کرتا ہوں۔ ایک دفعہ میں وہی جوشاندہ پی رہا تھا کہ ہماری ایک عزیزہ اُس وقت آگئیں۔ وہ سمجھیں کہ پتہ نہیں میں کیا شربت پی رہا ہوں۔ تو میں نے ایک گھونٹ چھوڑ دیا میں نے کہا پیئیں گی؟ تو اُنہوں نے کہا لائیں پیتی ہوں تو جونہی نیم کا جوشاندہ منہ کو لگایا اور چہرے کی حالت بدلی اور اعصاب کھنچے تو وہ حالت دیکھنے والی تھی۔

ایک دفعہ ہمارے ایک زمنیدار ساتھی تھے۔ ملیریا کے دن تھے۔ میں کونین کی گولی کھانے لگا۔ ہمارے زمیندار بھائی اگر جوش میں ہوں تو اپنے دعویٰ میں بڑے سخت بھی ہو جاتے ہیں۔ میں نے کہا کونین کھائی جائے۔ کہنے لگے ہاں میاں صاحب کھائی جائے۔ میں نے کونین کی ایک گولی منہ میں ڈال کر دانتوں سے اچھی طرح چبائی اور پھر منہ کھول کر کہا کہ اس طرح کھائی جائے وہ کہنے لگے ہاں جی! اِسی طرح کھائی جائے۔ میں نے گولی دے دی اور چونکہ اُنہوں

نے کہا ہوا تھا اُسی ”پیچ“ میں اُنہوں نے اسی طرح کونین کی گولی چبائی اور مجھے بڑی مشکل سے منہ کھول کر کہا اِس طرح؟ اور منہ اور گردن کے سارے پٹھے اکڑ گئے اور اڑتالیس گھنٹے تک وہ ہنستے تھے اور دُنیا سمجھتی تھی کہ یہ رو رہے ہیں۔ یہ حالت ہوگئی تھی۔ تو مادی کڑواہٹوں کونین وغیرہ کی برداشت کی طاقت ہر ایک کو خدا نے نہیں دی لیکن زندگی کی دوسری کڑواہٹیں جو خداتعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دیتے ہوئے پیش آتی ہیں وہ ہم ہنستے، مسکراتے برداشت کر جاتے ہیں اور دوسروں کوپتہ بھی نہیں لگتا۔ یہ ہے ایک احمدی کی شان اور جیسا کہ میں نے کہا کوئی احمدی اس بات کے لئے تیار نہیں ہو گا کہ وہ دو لعنتیں اپنے پر اکٹھی کر لے۔ ایک دُنیا کی لعنت اور ایک اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ اگر کوئی ایسا احمدی ہے تو کھڑا ہو جائے ہم بھی اس کی شکل دیکھ لیں۔ یقیناً کوئی احمدی ایسا نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو۔ خدا ہمیں اور تمہیں اُن باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلاء کا وقت تم پر ہے اُسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر ایک طرف سے کوشش ہو گی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سُننی پڑیں گی اور ہر یک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دُکھ دے گا۔ وہ خیال کرے گا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئیں گے تاتم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔ سو تم اس وقت سُن رکھو کہ (غلبۂ اسلام کی مہم تمہارے سپرد کی گئی ہے اور نوعِ انسانی کے دل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فتح کرنے کا جو کام تمہیں سونپا گیا ہے اُس میں) تمہارے فتح مند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی۔ جن سے خداتعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو۔ ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔

یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت، اگر خداتعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں۔ اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا۔ ہم کیونکر

خداتعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔ اس کا اُس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خداتعالیٰ کی طرف قدم اُٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اوّل اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مُچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہو گی۔ اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضائ۔ ہر یک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتاہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردّی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردّی پاؤ اُس کو کاٹ کر باہر پھینکو ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خداتعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیرہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں۔ کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی۔ خداتعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھائو اور اس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر یک عضو اور ہر یک قوت اور ہر یک وضع اور ہر یک حالت اورہر ایک عمر اور ہر یک مرتبہ فہم اور مرتبۂ فطرت اور مرتبۂ سلوک اور مرتبۂ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے۔ سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھائو اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہو گا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوُا اپنی گردنوں پر اُٹھائو کہ شریر ہلاک ہو گا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے (کہ ہمیں یہ ملے

اور وہ ملے) خداتعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسنِ حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے۔ اس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو! خدائے تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کہ اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے اور جب تُو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایساہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ تب ان دونوں وضوئوں کے ساتھ کھڑے ہو جائو اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تاتم پر رحم کیا جائے۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد3صفحہ 546 تا 549)

اے اللہ! اے ہمارے پیارے! ہم پر اپنی رحمتوں کے نزول کے سامان پیدا کر۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)